بسم الله الرحمن الرحيم

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، أَمَّا بَعْدُ:

083:پُل صراط پر ایمان

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔ ہم بات کر رہے تھے پچھلے چند دروس میں آخرت پر ایمان کے تعلق سے اور چند اہم باتیں بیان کی تھیں تقریباً نو چیزیں بیان کی ہیں جو قیامت کے دن ہوں گی، آج کی نشست میں ہم نویں اُمر پر یا نویں چیز پر بات کرتے ہیں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ شرح میں فرماتے ہیں: "الأمر التاسع مما يكون يوم القيامة: الصّراط" (نویں چیز جو قیامت کے دن ہو گی صراط یعنی پُل صراط ہے (جسے ہم پُل صراط بھی کہتے ہیں "الصّراط"))۔

مصنف نے (یعنی شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے) یہ فرمایا ہے: "وَالصِّراطُ مَنْصوبٌ عَلَى مَتْنِ جَهَنَّمَ، وَهُوَ الجِسْرُ الذي بين الجنة والنار" (اور ہمارا پُل صراط پر بھی ایمان ہے جسے نصب کر دیا گیا ہے جہنم کے متن کے اوپر اور یہ وہ پُل ہے جو جنت اور دوزخ کے بیچ میں ہے)۔

یعنی آج کے درس میں ہم دیکھیں گے کہ صراط کے تعلق سے اہل سنت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؛ صراط کیا ہے اس کا معنی کیا ہے لفظ کے اعتبار سے شرح کے اعتبار سے، اور اس کی اہمیت کیا ہے، اور اس پُل صراط پر سے کون سے لوگ گزریں گے اور کیسے گزریں گے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): علماء کا اختلاف ہے اس پُل صراط کی کیفیت پر یعنی یہ ہے کیا، تو بعض نے یہ کہا ہے کہ بہت ہی چوڑا راستہ ہے جس پر سے لوگ اپنے اعمال کے مطابق گزریں گے کیونکہ صراط کا جو لغوی معنی ہے وہ اسی پر دلالت کرتا ہے یعنی چوڑے اور کھلے راستے پر (لغت کے اعتبار سے صراط اس راستے کو یا اس روڈ کو کہا جاتا ہے جو کھلا ہو وسیع ہو) اور جو شرعی معنی ہے اس میں بھی یہ معنی موجود ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ہمیں یہ خبر دی ہے: "بأنه دَحْض ومَزِلة"۔

"دَحْض ومَزِلة": شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ صرف چوڑے اور کھلے راستے میں ہو سکتا ہے تنگ راستے میں یہ ممکن نہیں ہے۔

دحض ومزلة کہتے ہیں پھسلنے والی جگہ کو کہتے ہیں، جہاں پر پھسلنا ہو اور قدموں کو قرار نہ ہو جس جگہ پر پاؤں پھسلتے ہوں تو اس جگہ کو دحض کہتے ہیں یا مزلۃ بھی کہتے ہیں، تو اس حدیث میں یہ آیا ہے کہ ایسا راستہ ہوگا۔

اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ بہت ہی باریک راستہ ہوگا جیسا کہ سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے جسے امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ بال سے بھی زیادہ باریک ہوگا اور تلوار سے بھی زیادہ تیز ہوگا (یہ حدیث بھی صحیح ہے)۔

تو یہ دو معنی ہیں صراط کے: (۱) چوڑا راستہ بھی حدیث میں آیا ہے اور لغت کے اعتبار سے بھی اس راستے کی یہی کیفیت ہے۔ (۲) اور بہت ہی باریک راستہ ہے اور اس کی دھار بہت تیز ہے تلوار کی طرح یہ صحیح مسلم کی حدیث میں آیا ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): اب اس پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے راستے پر سے کیسے گزرنا ممکن ہے؟ (یعنی راستہ اتنا باریک ہے اتنا دقیق ہے بال سے بھی زیادہ باریک ہے اور تلوار سے بھی زیادہ تیز ہے تو پھر لوگ کیسے گزریں گے؟)۔

تو جواب میں شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): کہ آخرت کے اُمور کا قیاس دنیا کے اُمور پر نہیں کیا جاتا، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ہمیں نہیں پتہ کہ لوگ کیسے اس راستے سے گزریں گے اور کیسے پار کریں گے وہ کیا ایک ساتھ گزریں گے یا ایک کے بعد دوسرے ہو کر گزریں گے کیونکہ ان دونوں مسائل میں یعنی ایک قول کو جزمی طور پر نہیں لیا جا سکتا، کیونکہ سب کی اپنی اپنی وجوہات ہیں جس پر وہ بات کر رہے ہیں۔

یعنی پُل صراط کا معنی پتہ چل گیا ہے علماء کا اختلاف بھی پتہ چل گیا ہے اب لوگ گزریں گے کیسے؟ کیا سب ایک ساتھ ہو کر گزریں گے یا ایک ایک کر کے گزریں گے؟ کیونکہ راستہ کبھی چوڑے کی بات آئی ہے کبھی بہت تنگی کی بات آئی ہے تو دنیا میں تو ممکن نہیں ہے اگر آپ دیکھتے ہیں کہ بالکل باریک راستہ ہے تو بہت سارے لوگ ہوں ایک مشکل سے چل سکے گا دو چار کیسے چل سکیں گے! تو شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جو آخرت کے اُمور ہیں اُن کا دنیا کے اُمور پر قیاس نہیں کیا جا سکتا (یہ قاعدہ شرعی قاعدہ ہے) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے کیونکہ اس کی واضح کوئی دلیل نہیں ہے کہ لوگ کیسے اس پر سے گزریں گے اس لیے جزم سے یقیناً کوئی بات نہیں کی جا سکتی۔

پھر: "مَنصوبٌ علَى مَتْنِ جَهَنَّمَ" کا مطلب یہ ہے یعنی جہنم کے اوپر ہی یہ پُل موجود ہوگا۔

پُل صراط جو ہے جہنم کے منہ کے اوپر سے یہ موجود ہوگا یعنی جو اس میں سے گزر جائے گا وہ جہنم سے گزر جائے گا، جو نیچے گر جائے گا اس پُل سے تو جہنم میں جا کر گرے گا مطلب یہ ہے۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے یہ بیان کیا ہے کہ لوگ کیسے گزریں گے، فرماتے ہیں کہ لوگ اس پُل صراط پر سے گزریں گے اپنے اعمال کی قدر کے مطابق؛ کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو پلک جھپکنے کی تیزی سے گزریں گے ''كلَمحِ البَصَرِ''، کچھ ایسے ہوں گے جو (البرق کسے کہتے ہیں؟ آسمانی بجلی کو) جیسے بجلی چمکتی ہے ویسے گزریں گے، کچھ ایسے ہوں گے ہوا کی رفتار سے یا تیزی سے گزریں گے، کچھ ایسے ہوں گے جو تیز گھوڑے کی رفتار سے گزریں گے، کچھ ایسے ہوں گے جو اونٹ کی رفتار سے گزریں گے، اور کچھ ایسے ہوں گے جو دوڑتے ہوئے شخص کی رفتار سے گزریں گے، اور کچھ ایسے ہوں گے ایک چلتے ہوئے شخص کی رفتار سے گزریں گے ''يَمشي مَشيًا''، اور کچھ ایسے ہوں گے جو اپنی پشت کے بل گھسیٹتے ہوئے گزریں گے، اور کچھ ایسے ہوں گے جنہیں اُچک لیا جائے گا اور جہنم میں جا کر گر جائیں گے کیونکہ اس پُل کے اوپر جو ہے کچھ ایسی ہُک نما چیزیں لگی ہوئی ہیں جو لوگوں کو اُچک کر اُن کے اعمال کے مطابق یعنی جہنم میں پھینک دیں گے۔

یہ تفصیل جو بیان کی ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ایک لمبی حدیث میں موجود ہے متفق علیہ حدیث میں کہ اسی طریقے سے لوگ جو ہیں نا گزریں گے۔ اور لوگوں سے مراد شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) مومن ہیں۔

لوگوں سے مراد مومن ہیں یعنی صرف مومن ہی پُل صراط سے گزریں گے کیونکہ کافر جو ہیں وہ تو جہنم رسید پہلے سے ہو چکے ہیں۔

اور پھر یہ تفصیل بیان کی ہے کہ کس طریقے سے لوگ گزریں گے اپنے اعمال کے مطابق اور اعمال کا جو دارومدار ہے وہ ایمان پر ہوتا ہے کیونکہ ایمان ہے پھر عمل صالح ہے اور ایمان کا نور ہوگا اور ایمان کے نور کی تیزی کے مطابق رفتار ہوگی؛ سب سے تیز رفتار جو ہم جانتے ہیں وہ پلک جھپکنا ہے، اس کے بعد پھر بجلی کا چمکنا ہے، پھر اس کے بعد تیز ہوا ہے، اس کے بعد پھر تیز گھوڑا ہے، پھر اونٹ ہے، پھر دوڑتا ہوا انسان ہے، پھر چلتا ہوا انسان ہے (اگر ہم رفتار کی بات کرتے ہیں تو سبحان اللہ)؛ اسی طریقے سے قیامت کے دن بھی اسی رفتار کو مد نظر رکھا جائے گا اور اس طریقے سے لوگ جو ہیں گزریں گے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ انسان کے اختیار میں نہیں ہوگا (یہ گزرنا جو ہے پُل صراط سے انسان کا اپنے اختیار اپنی مرضی سے نہیں ہوگا) اگر اپنے اختیار اپنی مرضی سے ہوتا تو بڑی تیزی سے بھاگ کر نکل جاتا لیکن اس کا جو چلنا ہے یا پُل صراط سے گزرنا ہے اس کی جو رفتار ہے وہ ہے اُس کا شریعت کو قبول کرنے کے مطابق کہ دنیا میں شریعت کیسے قبول کیا کرتا تھا؛ اگر تیزی سے قبول کیا کرتا تھا تو وہاں سے بھی تیزی سے گزرے گا، اگر شریعت کو وہ بڑی سست روی سے قبول کرتا تھا تو پھر قیامت کے دن بھی اسی طریقے سے پُل صراط سے اس کے ساتھ یہ معاملہ طے ہوگا۔

سوال: کیا صرف قبول یا عمل بھی؟

جواب: عمل بھی؛ قبول ہمیشہ جو لفظ ہوتا ہے نا علماء کہتے ہیں شریعت کے کہ قبول کا مطلب ہے عمل بھی کرنا صرف زبانی قبول نہیں ہوتا (بارک اللہ فیک)۔

اور یہ "جزاء وفاقًا" ہے یعنی جیسا کروگے ویسا بھروگے، اور "الجزاء من جنس العمل"۔

اور پھر یہ کہنا شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا "ومنهم من يخطف" (کہ اسے اُچک لیا جائے گا): یعنی بڑی تیزی سے جوہُک لگے ہیں سائیڈوں پر وہ تیزی سے جو ہیں اس بندے کو جسے جہنم رسید ہونا ہے یا وہ اس ہُک کی وجہ سے جو ہے نا کہ ہُک اسے لگے گا اور جہنم میں وہ گر جائے گا۔ اس میں یہ دیکھیں کہ ہُک جو چل رہے ہیں جو تیزی سے گزرے گا اس کا کم چانس ہے گرنے کا؛ کس کو زیادہ چانس ہوگا ہُک لگنے کا اور جہنم میں گرنے کا؟ جو زیادہ سلو (Slow) ہوگا۔

کیونکہ اسپیڈ کی کیوں وہاں پر اہمیت ہے؟ اسی لیے اہمیت ہے کہ وہاں پر جو ہے ہُک نما چیزیں ہیں جو "خَطاطِیف" لگے ہوئے ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر کسی کو لگ جائیں وہ بڑے تیز ہیں؛ یعنی کوئی تو ایسے ہوں گے جن کو زخمی کردے گا یہ لیکن وہ پار کرلیں گے زخمی حالت میں (سبحان اللہ)، کچھ ایسے ہوں گے جن کو جو یہ ہُک ہیں لگیں گے وہ جہنم میں جا کر گریں گے۔

پھر اور بات یہ ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں: "ويلقى في جهنم": جہنم کا آپ کو پتہ ہے کہ درکات ہیں جنت کے درجات ہیں۔

دَرَجَہ کہتے ہیں نیچے سے اوپر کی طرف عربی زبان میں، اور درکَ کہتے ہیں اوپر سے نیچے کی طرف)، درجات اور درکات ملتے جلتے لفظ ہیں لیکن دونوں دو متضادات میں سے ہیں۔

جنت کے آٹھ دروازے ہیں جہنم کے سات دروازے ہیں: جہنم کے جو دروازے ہیں وہ کیسے کھلتے ہیں؟ اوپر سے نیچے کی طرف، سائیڈ بائے سائیڈ (Side by Side) نہیں ہیں؛ اوپر ہوگا جو دوسرا دروازا کھلے گا وہ نیچے کھلے گا پھر نیچے کھلے گا اور سب سے جو آخری تہہ ہے "الدرك الأسفل من النار" جو منافقین کے لیے جگہ مخصوص کردی گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ (النساء:145): والعیاذ باللہ۔

جو اوپر والی جگہ ہے سب سے اوپر؛ جو پُل صراط سے مومن گریں گے جہنم رسید ہوں گے تو وہ کہاں پر ہوں گے؟ اوپر والی سطح پر ہوں گے جو پہلی جگہ ہے۔ اب کیا جو عذاب ہوگا مومنوں کو ویسا ہوگا جیسے کافروں کو ہوتا ہے اب جہنم تو ہے؟! دیکھیں جہنم تو جہنم ہی ہے!

ایک اور سوال میں آسان کر دوں کہ کیا جہنم کا عذاب سب کو برابر ہو گا کافروں کو؟ نہیں۔ کیوں؟ کیونکہ درکات ہیں اور جتنا درکات (نیچے) کی طرف جائے گا اتنا عذاب زیادہ ہو گا؛ تو پہلی بات یہ ہے "کہ اوپر والی سطح پر"۔

ایک یہ یاد رکھیں اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہے کہ جو جہنم کی اوپر والی سطح پر ہوں گے اُن کو عذاب نہیں ہو گا یا تکلیف نہیں ہو گی کیونکہ حدیث میں آیا ہے "غمسة في جهنم": ایک ڈبکی جانتے ہیں ایک ڈبکی کیا ہوتی ہے؟ یعنی دنیا میں جو سب سے بڑا عام انسان ہو گا جس نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی نہیں ہو گی (امیر ترین انسان دنیا کا) اسے جہنم میں صرف ایک ڈبکی لگائی جائے گی اور اس سے پوچھا جائے گا کہ کبھی تمہیں کوئی نعیم کبھی تمہیں کوئی آسائش دنیا میں تم نے کبھی کوئی مزہ دیکھا ہے؟ تو کہے گا کہ اے اللہ تعالیٰ! تیری قسم ہے کبھی ایسا نہیں ہوا۔

دیکھیں ایک ڈبکی صرف! غمسة واحدة جو ہے وہ سب کچھ بھلادے گا یہ ساری آسائشیں سارا نعیم یہ ساری دنیا کی نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے اسے دی تھیں سب بھول جائے گا وہ! تو جہنم کا عذاب نام ہی کافی ہے سخت عذاب ہے میں یہ کہہ رہا ہوں، سخت عذاب ہے!

مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ ٹھیک ہے پھر کچھ کر لیتے ہیں چوری بھی کرتے ہیں ڈکیتی زناکاری بدکاری کرتے ہیں جہنم میں جائیں گے تو اوپر والی سطح پر ہوں گے نا عذاب تو نہیں ہو گا یا عذاب کم ہو گا؛ تو یہ زیب نہیں دیتا اہل ایمان کو کہ وہ اس طریقے سے سوچیں بلکہ مومن کے ایمان کا یہ تقاضہ ہے ایمان اس سے یہ تقاضہ کرتا ہے کہ وہ ایسا عمل کرے جس سے اپنے ربّ کو راضی کر لے اور جہنم کے عذاب سے بچ جائے؛

کیوں قرآن مجید میں ہے ﴿اتَّقُوا اللهَ، اتَّقُوا اللهَ﴾ کئی جگہ پر ہے؛ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "اتَّقُوا النَّارَ" (جہنم سے بچو)۔

تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ جہنم رسید ہوں گے جہنم میں گریں گے جا کر پُل صراط سے اُن کو بھی عذاب ہو گا لیکن سوال یہ ہے کیا ویسا عذاب جیسے کافروں کو ہو گا؟ نہیں!

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ یہ آگ جو ہے ان مومنوں کے لیے بردوسلام ہو جائے گی جیسے سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام پر ہوئی تھی، لیکن شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ قول درست نہیں ہے اور خلاف الظاہر ہے بلکہ آگ تو آگ ہی ہے اور دردناک ہو گی لیکن اس کی جو حرارت ہے ویسی نہیں ہے جیسی کافروں کے لیے ہے، جو عذاب ہے ویسا نہیں ہے جیسا کہ کافروں کے لیے ہے۔

پھر ایک اور فرق بھی ہے کافر کے عذاب کا یعنی یہ دلیل کہاں سے ہے کہ کافر کا عذاب مومن کا عذاب برابر نہیں ہے دلیل تو ہونی چاہیے نا؛ جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے متفق علیہ حدیث میں کہ جو سجدے کی جگہ ہے "أعضاء السجود" انہیں جہنم کی آگ نہیں پہنچے گی (سیف (Safe) ہو جائیں گے)۔

اعضاء السجود کون سے ہیں؟ سات ہیں۔ کون سے ہیں؟ دو ہتھیلیاں، دو گھٹنے، دو پاؤں کی انگلیاں جو ہیں، اور پھر پیشانی اور ناک؛ یہ سات اعضاء (سبحان اللہ)۔

نمازی ہے نماز پڑھتا ہے بدکاریاں کی ہیں اور توبہ نہیں کی ہے یا گناہوں کی تکفیر نہیں ہوئی دنیا میں اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھی محروم ہوا شفاعت سے بھی وہ محروم ہوا تو جہنم میں جا کر اسے عذاب پہنچا ہے لیکن جو سجدے کے اعضاء ہیں انہیں جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی، جبکہ دوسری طرف دوسرا جہنمی بھی ہے جو کافر ہے اس کو مکمل عذاب ہے؛ اس کو (اس مومن کو) جو نمازی ہے یہ بھی جہنم میں ہے لیکن اس کو کم عذاب ہے۔

پھر شیخ الاسلام کا یہ جملہ: "جو پُل صراط سے گزر جائے گا تو جنت میں داخل ہو جائے گا": جی ہاں! یہ بات درست ہے کیونکہ جو پُل صراط سے گزر گیا ہے جہنم سے تو گزر گیا ہے اب جہنم کے بعد کیا بچا ہے؟ جنت ہی ہے؛ لیکن بیچ میں ایک چھوٹی سی پُل ہے جسے قنطرۃ کہتے ہیں شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ جب پُل صراط کو پار کر لیں گے تو اُن کو روک دیا جائے گا اس قنطرۃ پر جو جنت اور دوزخ کے بیچ میں ہے۔

یعنی اب یہ آخری حصہ ہے "بين الجنة والنار" پُل صراط کے آخری حصے کو سمجھیں آپ قنطرۃ کہتے ہیں وہاں پر لوگوں کو روک دیا جائے گا، یعنی وہ پُل تو پار کر کے آئے ہیں اب آخری تھوڑا سا فاصلہ ہے اس فاصلے کو طے کرنے کے لیے آخر میں یہاں پر اُن کو روک دیا جائے گا۔

اور علماء کا اس پر اختلاف ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں (قنطرۃ کہتے ہیں چھوٹے سے پُل کو اور پُل آپ جانتے ہیں کہ اس چیز کو کہتے ہیں جسے پانی پر بنایا جائے کسی دریا پر بنایا جائے تاکہ لوگ آسانی سے اس جگہ کو پار کریں): علماء کا اختلاف ہے اس قنطرۃ پر یا اس پُل پر کہ کیا یہ جہنم کے اوپر ہی ہو گا یا الگ سے ایک پُل ہو گا؟

یعنی یہ کنٹینیوشن (Continuation) ہے پُل صراط کی یا الگ سے کوئی اور پُل ہو گا جو جنت اور دوزخ کے بیچ میں ہو گا جو پُل صراط کے بعد آئے گا؟

اوراس میں جو سچ بات صحیح بات یہ ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں ہم یہ کہتے ہیں ’’الله أعلم‘‘؛اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں ہے کہ وہ کہاں پر ہے لیکن اس بات سے ہمیں غرض ہے کہ لوگوں کو وہاں پر روک دیا جائے گا۔

کیوں روکا جائے گا یہ بہت اہم بات ہے اور یہ ہمارے لیے بڑی اہمیت رکھتی ہے؛اس لیے روکا جائے گا کہ وہاں پر لوگوں سے بدلہ لیا جائے گا ایک دوسرے سے، جس نے کسی پر ظلم کیا اور کچھ باقی ہے تو وہاں پر قصاص ہوگا بدلہ ہوگا؛ یہ اور قصاص ہے، جو پہلے قصاص تھا نا میدان محشر میں وہ اور تھا وہاں پر بھی بدلہ ہوگا اگر کوئی چیز رہ گئی ہے یہ خاص جو ہے آخر میں جو مومنوں کا آپس میں اگر کوئی کینہ باقی ہے وہ بھی ختم ہو جائے گا کہ جسے بدلہ لینا ہے لے لے ابھی وقت ہے دل صاف ہو کر جانا ہے۔

جنت میں کینہ لے کر بغض لے کر کوئی داخل نہیں ہو سکتا جنتی کا دل ہمیشہ صاف ہوگا کسی کے خلاف کوئی کدورت کسی کے خلاف کوئی کینہ کوئی بغض نہیں باقی رہے گا اور یہ دلوں کی پاکیزگی کے لیے آخری جگہ ہے جس سے دل پاک ہو جائیں گے؛ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ الحجر آیت نمبر 47 میں:

﴿وَنَزَعۡنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنۡ غِلٍّ إِخۡوَٰنًا عَلَىٰ سُرُرٖ مُّتَقَٰبِلِينَ﴾ (الحجر:47)۔

﴿نَزَعۡنَا﴾: ہم نے "نزع" نکال لیا۔

﴿مَا فِي صُدُورِهِم﴾: جو کچھ اُن کے سینوں میں تھا۔

﴿مِّنۡ غِلٍّ﴾: غل کہتے ہیں کینہ بغض و نفرت جو ہوتی ہے۔

﴿إِخۡوَٰنًا﴾: بھائی بھائی ہیں۔

﴿عَلَىٰ سُرُرٖ﴾: تختوں پر۔

﴿مُّتَقَٰبِلِينَ﴾: آمنے سامنے۔

سبحان اللہ کتنا خوبصورت پیغام ہے! جنت میں دل پاک اور صاف ہے کوئی کینہ کوئی بغض و نفرت نہیں ہے اور آمنے سامنے بھائی ہی بیٹھے ہیں تختوں پر؛ کمال ہے سبحان اللہ!

(اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں اِن ہی میں شامل کردے)۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا یہ جملہ آخری: ’’فإذا هُذِّبوا ونُقُّوا ؛ أُذِن لهم في دخول الجنة‘‘(بس جب وہ پاک اور صاف ہو جائیں گے پھر اُنہیں اجازت دی جائے گی وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے (جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث میں آیا ہے))۔

یعنی جب اُن کے دل پاک ہو جائیں گے عداوت سے بغض و نفرت سے پھر اُن کو جنت میں جانے کی اجازت مل جائے گی جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو دیکھیں گے کہ دروازہ جنت کا بند ہے اور سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کریں گے کہ جنت کا دروازہ کھول دیا جائے، پھر جنت کا دروازہ کھولا جائے گا جیسا کہ آگے بیان کریں گے شفاعت کی قسموں کا جب بیان کریں گے ان شاءاللہ تعالیٰ۔

دسویں چیز جو قیامت کے دن ہو گی شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں "دخول الجنة"۔

"الأمر العاشر مما يكون يوم القيامة: دخول الجنة": جنت میں داخل ہوں گے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ شرح میں فرماتے ہیں۔

اور مصنف نے (یعنی شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے) اس کی طرف اشارہ کیا ہے اس قول سے کہ سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولیں گے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کی دلیل صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں جنت میں"۔

دوسرے لفظ میں آیا ہے: "میں سب سے پہلے جنت کے دروازے کو دستک دوں گا"۔

ایک اور لفظ میں آیا ہے: "کہ میں جنت کے دروازے پر آؤں گا قیامت کے دن پھر جنت کا دروازہ کھولنے کی طلب کروں گا تو جنت کا داروغہ جو خازن ہے وہ یہ کہے گا کہ آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا میں محمد ہوں؛ تو جواب میں کہے گا "بِكَ أُمِرْتُ لا أَفْتَحُ لأَحَدٍ قَبْلَكَ" (مجھے آپ کے لیے حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولوں)"۔

یہ تمام روایات صحیح مسلم کی احادیث میں موجود ہیں۔

"فأَسْتَفْتِحُ" سے مراد ہے:

"أي: أطلب فتح الباب" (یعنی میں دروازہ کھولنے کی طلب کروں گا)۔

یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں) اپنے پیارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہ جو پہلی شفاعت ہے قیامت کے دن جو میدان محشر میں ہو گی (جسے شفاعت الکبریٰ کہتے ہیں یعنی) وہ اس لیے تھی یا اس لیے ہے کہ جو تکلیفیں اور جو پریشانیاں ہیں انہیں ختم کر دیا جائے، اور یہ دوسری شفاعت جو ہے یعنی جنت کا دروازہ کھولنے کے لیے یہ خوشی اور سرور کے لیے ہے، تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت لوگوں کے لیے جو ہے اس لیے ہے کہ جو نقصان دہ چیزیں ہیں یا جن سے نقصان ہے انہیں ختم کریں اور جو اُن کے لیے خیر اور نفع ہے وہ اُن کو پہنچائیں۔

اور جنت میں کوئی داخل نہیں ہو گا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے بعد، اور یہ ثابت ہے سنت میں جیسا کہ گزر چکا ہے ان احادیث میں (یعنی صحیح مسلم کی احادیث میں) اور اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے بھی اشارہ کیا ہے قرآن مجید میں؛ سورۃ الزمر آیت نمبر 73 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا﴾: یعنی جب جنت پر پہنچیں گے مومن جو ہیں ﴿وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا﴾: (﴿وَ﴾ وہاں پر حرف واؤ ہے) اور دروازے کھول دیں گے یعنی جنت کے؛ یہ نہیں فرمایا: "حتی إذا جاؤوها؛ فتحت!": اور اس میں اشارہ ہے کہ کھولنے سے پہلے کوئی چیز ہے اور یہ چیز کیا ہے؟ شفاعت ہے۔

اور جہنمیوں کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ الزمر آیت نمبر 71 میں: ﴿حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا﴾ (الزمر:71): (یہاں پر حرف واؤ نہیں ہے) یہاں تک جب پہنچیں گے کافر جو ہیں جہنمی جو ہیں جہنم کی طرف تو دروازے فوراً کھول دیئے جائیں گے (یہاں پر پہنچنے میں اور دروازے کھلنے کے بیچ میں کوئی چیز نہیں ہے کوئی حرف یا کوئی چیز نہیں ہے)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): کیونکہ جب پہنچیں گے تو جہنم اُن کے لیے تیار ہو گی اور اچانک اُن کو اُچک لے گی اور وہ جہنم میں چلے جائیں گے (نعوذ باللہ)۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وأول من يدخل الجنة من الأمم أمته- صلى الله عليه وسلم" (سب سے پہلے امتوں میں سے جو جنت میں داخل ہوں گے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہو گی (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت))۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حق ہے اور ثابت ہے اور اس کی دلیل صحیح مسلم کی حدیث میں آئی ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "ہم آخری ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہیں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے"۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دوسری حدیث میں:

"نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ": ہم آخری تو ہیں یعنی امتوں میں سے آخری امت اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور آخری نبی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو اس اعتبار سے آخری امت جو ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے: تو "نَحْنُ الْآخِرُونَ" (ہم سب سے آخر میں ہیں) "السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" (قیامت کے دن ہم سبقت لے جائیں گے)۔

اوراِس سے پہلے والی حدیث میں: ’’نَحْنُ الْآخِرُونَ الْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ‘‘(ہم سب سے آخری امت تو ہیں لیکن قیامت کے دن ہم سب سے پہلے ہوں گے)’’وَنَحْنُ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ‘‘(اور ہم سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے)۔

اور یہ بڑا اعزاز ہے بڑا انعام ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر اور یہ قیامت کے تمام معاملات جو ہیں موافق ہیں صرف جنت میں داخل ہونا نہیں جنت میں داخل ہونا تو اس حدیث میں آیا ہے جو پہلی حدیث ہے، دوسری حدیث میں "تمام معاملات میں ہم سابقون ہیں"؛ یعنی قیامت کے دن جو ہے جتنے بھی مرحلے ہیں سب میں سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہو گی جس طریقے سے حادی الأرواح میں ابن القیم رحمہ اللہ نے بھی اسے بیان کیا ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)۔

پھر اس میں ایک اور چیز ایڈ کی ہے تتمۃ کے طور پر شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے جس کا مصنف نے ذکر نہیں کیا ہے (شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے) اور یہ ہیں جنت کے دروازے؛ شیخ صاحب فرماتے ہیں معروف ہے کہ آٹھ دروازے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا﴾(الزمر:73)۔

اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اُس شخص کے تعلق سے جس نے وضو کیا ہے اور اچھے طریقے سے وضو کیا ہے اور پھر کلمہ شہادت پڑھا ہے وضو کرنے کے بعد تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ جس میں سے چاہے داخل ہو جائے (جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں آیا ہے)۔

پھر شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دروازے آٹھ ہیں جنت کے اور یہ آٹھ دروازے اعمال کے مطابق ہیں یعنی ہر دروازہ جو ہے وہ کسی خاص عمل کے لیے مقرر ہے جیسا کہ نمازی جو ہے’’أهل الصلاة‘‘انہیں باب الصلاۃ سے پکارا جائے گا وہ باب الصلاۃ سے داخل ہوں گے، اہل الصدقۃ جو ہیں جو صدقات اور خیرات دینے والے ہیں انہیں باب الصدقۃ سے بلایا جائے گا، اہل الجہاد جو ہیں اُنہیں باب الجہاد سے بلایا جائے گا، اہل الصیام کو باب الریان سے بلایا جائے گا اسی طریقے سے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ توفیق دے گا کہ وہ تمام اعمال صالحہ کریں گے اور تمام دروازوں سے اُنہیں بلایا جائے گا جیسا کہ صحیحین (متفق علیہ حدیث) میں آیا ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: جس نے دو جوڑے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ

کیے ہیں تو جنت کے دروازوں سے اسے بلایا جائے گا"یا عبد الله! هذا خير..."(اے اللہ کے بندے یہ خیر ہے)؛اور پھر حدیث کے آخر تک، اور اس حدیث میں فرمایا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہیں عرض کرتے ہیں کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ان تمام دروازوں سے کسی کو بلایا جا سکتا ہے(یعنی کوئی ایسا شخص ہے جو تمام دروازوں سے داخل ہوگا)؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جی ہاں! اور میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ اُن میں سے ہوں۔ یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہیں وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو ان آٹھ دروازوں میں داخل ہوں گے اور یہ بھی بڑا اعزاز ہے اور شرف ہے واللہ!۔

یعنی دیکھیں کہ جنت میں داخل ہونا ہی کافی شرف ہے، کسی دروازے سے بھی جنت میں داخل تو ہو گیا اللہ کا سب سے بڑا انعام اور احسان ہے مومنوں کے لیے، جو دو دروازوں سے داخل ہوگا اس سے بڑھ کر انعام ہے، جو تین سے وہ اس سے بڑھ کر ہے، جو آٹھوں دروازوں سے داخل ہوگا اس کا مطلب ہے دنیا میں وہ تمام نیک اعمال کمال کی حد تک کیا کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کو اس کے تمام اعمال پسند تھے۔

دیکھیں میرے بھائی! ہم جو بھی اعمال کرتے ہیں ہم اپنی طرف سے مکمل کوشش کرتے ہیں کہ اخلاص اور اتباع سنت کی بنیاد پر اس عمل کا حق ادا کیا جائے اچھا قبول ہو گئے ہمیں یقین ہے؟! اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے ہم نے اپنی طرف سے عمل کر دیا ہے اب کتنا قبول ہوگا کتنا نہیں ہوگا یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے، ہمارے دل میں کتنا اخلاص ہے اتباع سنت کتنی مضبوط ہے ہمارا ایمان کتنا مضبوط ہے، تقویٰ کتنا مضبوط ہے، محرمات سے کتنا ہم بچے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ کا قرب کتنا ہے نزدیکی کتنی ہے اللہ تعالیٰ کے ہم کتنے قریب ہیں کتنے دوست ہیں، یہ سب چیزیں کاؤنٹ کرتی ہیں پتہ ہے یہ عام بات نہیں ہے! اور اُس قبولیت کی بنیاد پر دیکھیں پھر تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہوتا ہے۔

یعنی ہمارے ذمے جو کام ہے وہ کیا ہے؟ کہ ہم نے عمل کرنا ہے اور اس عمل کا حق ادا کرنا ہے، صرف عمل نہیں کرنا۔

عمل صالح کیوں بار بار آیا ہے؟ اعمال حسن کیوں آیا ہے؟ ﴿لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (الملک:2) عملاً کیوں نہیں ہے؟ کیونکہ ہر عمل حسن ہر عمل صالح نہیں ہوتا اور عمل صالح وہ ہوتا ہے جو شرطوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے اور وہ شرطیں بھی ایک ہوتا ہے کہ بس اخلاص ہے اور اتباع سنت بھی ہے۔ کیا یہاں کی حد تک ہے یا تمام ہے؟ یہاں پرپرفیکشن (Perfection) ہو گیا نا؛ اور کتنا پرفیکشن (Perfection) ہے؟

آپ کا اتباع سنت کتنا ہے مکمل یہ نہیں کہ نماز تو نبوی ہے اور جہاد پھر نبوی نہیں ہے، یہ سب کاؤنٹ کرتی ہیں سب چیزیں۔

اب یہ ساری چیزیں آپ کی مکمل ہیں اور احسان کے درجے تک پہنچی ہیں آپ محنت بھی کرتے ہیں ترقی کرنے کی ان نیک اعمال میں اعمال صالحہ میں تو اللہ تعالیٰ مزید آپ کو توفیق دیتا ہے تو یہ اس طریقے سے ترقی ہوتی رہتی ہے ایک وقت آتا ہے کہ آپ کے تمام اعمال اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔

اور اس کی جزاء کیسی ہوگی قیامت کے دن؟ کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے داخل ہو۔

یعنی کچھ ایسے خوش قسمت لوگ موجود ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے جو جنت میں آٹھوں دروازوں میں سے داخل ہوں گے، ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں ان میں شامل کردے۔

پھر شیخ صاحب یہ فرماتے ہیں: اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ دروازے اعمال کے مطابق ہیں تو پھر یہ لازم ہے کہ ہر شخص کو بلایا جائے گا ان دروازوں سے جب وہ اعمال کرے گا تو اس کا جواب کیا ہے؟

شیخ صاحب فرماتے ہیں جواب اس کا یہ ہے کہ اسے بلایا جائے گا اس خاص دروازے سے متعین دروزے سے جو کثرت سے وہ عمل کیا کرتا تھا؛ یعنی اگر یہ بندہ بہت زیادہ نماز کا اہتمام کیا کرتا تھا تو اسے باب الصلاۃ سے بلایا جائے گا، اگر بہت زیادہ روزے رکھتا تھا (اچھا روزہ صرف نماز کا جب ذکر کرتے ہیں تو صرف فرض کی حد تک نہیں ہے اس میں نوافل بھی شامل ہیں سب) تو باب الریان سے اسے بلایا جائے گا اگر بہت زیادہ روزے کا اہتمام کیا کرتا تھا؛ اور یہ سب کے لیے نہیں کہ سب لوگ جو ہیں وہ اس طریقے سے تمام اعمال صالحہ کا اہتمام کرتے ہوں اور آپ خود بھی دیکھتے ہیں کہ بعض اعمال میں آپ اپنے آپ کو زیادہ چست محسوس کرتے ہیں اور بعض میں تھوڑا سستی ہوتی ہے۔

یعنی آپ دیکھیں کچھ لوگوں کے لیے نفقات اور خیرات بہت آسان ہیں لیکن روزہ رکھنا بہت مشکل ہے نفلی روزے نہیں رکھ سکتے مشکل ہو جاتا ہے، بعض لوگ نماز تو کیا تہجد بھی پڑھ لیں گے لیکن نفقہ دیتے ہوئے توفیق اُن کو نہیں ہوتی صحیح طریقے سے کبھی دیتے ہیں کبھی نہیں دیتے۔ تو سبحان اللہ دیکھیں یہ توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ سب لوگ برابر اس میں نہیں ہیں اس لیے قیامت کے دن بھی اسی طریقے سے جنت میں داخل ہونے کے لیے بھی یہ مختلف دروازے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بعض

لوگوں پر خاص کرم کرتا ہے اور اُن کو توفیق دیتا ہے کہ وہ تمام اعمال صالحہ میں چست ہوتے ہیں اور وہ یعنی ایک خاص قوت اور طاقت محسوس کرتے ہیں اور جیسا کہ گزر چکا ہے سیدنا ابو بکر صدیق کے قصے میں۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اُن لوگوں میں سے ہیں جن کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام یعنی بتایا ہے اور جب اُنہوں نے اُن سے یہ گزارش کی ہے عرض کی ہے کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جو آٹھوں دروازوں سے داخل ہوگا؟ فرمایا (خوشخبری دیکھیں): جی ہاں ہیں! (یعنی ایک نہیں ایک سے زیادہ ہیں) میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ آپ بھی اُن میں سے ہوں گے (سبحان اللہ)۔

یعنی سیدنا ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے لیے جنت میں داخل ہونے کی جو خوشخبری ہے وہ دُگنی ہے: (۱) ایک تو "أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ" ایک حدیث میں آیا ہے وہاں پر عشرۃ مبشرۃ صحابہ کے نام ہیں وہ الگ حدیث ہے۔ (۲) اِس حدیث میں کیا ہے؟ اُس سے بڑھ کر ایک اور خاص انعام ہے اور خوشخبری ہے کہ جنت کے آٹھوں دروازوں سے داخل ہوں گے۔

کمال ہے ایسے انسان پر جسے اللہ تعالیٰ ایسی توفیق دے کہ ایسی خوشخبری سننے کے بعد بھی اعمال میں ایک بال برابر بھی کمی نہیں ہوئی ورنہ انسان سوچے کہ بھئی جنت میں جانا ہے اس کی خوشخبری بھی مل گئی ہے آٹھ دروازے بھی ہیں چلو تھوڑا سا آرام کریں تھوڑا ریسٹ کر لیں؛ نہیں! آپ دیکھیں جہاد کے معاملے میں سب سے آگے ہیں، نماز کے معاملے میں سب سے آگے ہیں، صدقات کے معاملے میں سب سے آگے ہیں (سبحان اللہ)۔

یعنی ایک روایت میں آیا ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے بڑی کوشش کی ہے کہ میں ابو بکر صدیق سے سبقت لے لوں"۔

("السابقون التنافس": دیکھیں اگر آپ کو کمپیٹیشن (Competition) کرنا ہے تو یہاں پر کیا جاتا ہے؛ ﴿وَسَارِعُوٓا اِلٰى مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَجَنَّةٍ﴾(آل عمران:133): یہ سب یسارع (سبقت) ان کاموں میں)۔

کیونکہ ایک بڑھیا عورت تھی اُن کے گھر میں جا کر صفائی کرتے تھے (صبح صبح جا کر) اور پھر ناشتہ بھی اُن کا تیار کر لیتے تھے سیدنا عمر فرماتے ہیں کہ جب میں جاتا تو پہلے سے کوئی کام کر جاتا، تو پوچھا کہتے ہیں کوئی آ کر چلا گیا تھا مجھے پتہ تھا کہ ابو بکر صدیق ہیں کوئی اور نہیں کر سکتا۔ جس دن خلیفہ بنے تو انہوں نے کہا کہ اب موقع ہے تو میں کروں گا جا کر (اب تو خلیفہ بن گئے ہیں) کہتے ہیں گیا تو وہی مجھے سے پہلے ہو کر چلے گئے (سبحان اللہ)۔ یعنی جن لوگوں میں ایک عمل کرنے کی قدر بھی ہے اور درد بھی ہے؛ دیکھیں

آپ کسی کی قدر کرتے ہیں درد نہیں ہوتا تو کبھی کبھی وہ قدر بھی کم پڑ جاتی ہے، اگر آپ کو درد ہوتا ہے اور آپ دل سے کوئی کام کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ اس کا حق بھی ادا کرتے ہیں۔

(میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محض اپنے فضل و کرم سے اُن ہی میں شامل کر دے جو اعمال صالحہ کا حق ادا کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ جو یہ نیک اور صالح اعمال ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے لیے آسان فرمائے اور اُن پر عمل کرنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے اور قبول بھی فرمائے)۔

اگلے درس میں گیارہویں چیز پر بات کریں گے شفاعت کا موضوع تھوڑا لمبا ہے اگلے درس میں ان شاء اللہ بیان کریں گے اور یہ حسن تصنیف ہے دیکھیں آپ کہ کس طریقے سے پیارے انداز سے شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے اگر فنگر ٹپس (Fingertips) پر یاد کریں گے تو ان شاء اللہ آپ بھولیں گے نہیں۔

دَس ہو گئے ہیں اگلے درس میں میں پہلے دَس پوچھوں گا کون سے ہیں پھر گیارہویں پر ہم بات کریں گے تو اگلے درس کا جو واجب ہے تیار کر کے آنا مجھے صرف کیا چاہیے؟ کون سے وہ اُمور ہیں جو قیامت کے دن ہوں گے یا جو آخرت پر ایمان کے لیے لازم ہیں ترتیب کے ساتھ اور دلیل، مجھے دلیل کافی ہے بس۔ ((واللہ اُعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (083.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio